شرعی عدالت کا فیصلہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ راگست ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(المائدہ: ۹)

پھر فرمایا:

ابھی چند دن پہلے اس عدالت کی طرف سے جسے ’’شریعت کورٹ‘‘ کا نام دیا گیا ہے حکومت پاکستان کی طرف سے بعض احمدیوں کی طرف سے ایک پیش کردہ مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا ہے۔

اس کے متعلق تو میں پہلے بھی کچھ کہہ تو سکتا تھا لیکن چونکہ معاملہ ابھی عدالت میں تھا اور میں یہ نہیں پسند کرتا تھا کہ ان کو کوئی بہانہ ہاتھ آئے کہ چونکہ مقدمہ کے دوران فلاں شخص نے یہ بات کہہ دی ہے اس لئے ہمیں عذرمل گیا ہے فلاں بات کرنے کا اس لئے میں نے عملاً اس کے متعلق کچھ کہنے سے گریز کیا ہے مگر جماعت کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا پس منظر کیا ہے کیا واقعہ ہوا اور کیوں ایسا ہوا؟

پہلی بات تو یہ بیان کرنی ضروری ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ ایک فریق نہیں تھی۔ کسی سٹیج پر بھی جماعت احمدیہ اس مقدمہ کا فریق نہیں بنی۔ میں نہیں جانتا کہ غیر مبائعین بحیثیت غیر مبائع جماعت کے فریق بنے ہیں یا نہیں لیکن جماعت احمدیہ بہر حال اس مقدمہ کا کوئی فریق نہیں اس لئے یہ غلط فہمی اگر کسی کو ہو تو وہ دور ہو جانی چاہئے اور نہ ہی جماعت احمدیہ کسی اس نوع کی عدالت میں بطور جماعت احمدیہ کے جاسکتی ہے جس کی کوئی شرعی حیثیت نہ ہو۔

جہاں تک بعض افراد کا تعلق ہے جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے کیوں ایسا کیا اور کیوں انہیں میں نے نہیں روکا؟ یہ سوال ہے صرف جس کے متعلق جماعت کو علم ہونا چاہئے۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا ان کے ذہن میں جو دلیل تھی وہ یہ تھی کہ تمام دنیا میں حکومت پاکستان یہ پراپیگنڈہ کر رہی ہے کہ جماعت احمدیہ نے اس فیصلے کو قبول کر لیا ہے اور احمدیوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ جو کچھ بھی فیصلہ ہوا ہے یہ درست ہے اور ہم اسی کے مطابق عمل کریں گے یعنی دل سے گویا ہمیں تسلیم ہو گیا ہے۔ تو اگر کچھ احمدی مقدمہ کر دیں ان کی شرعی عدالت میں یعنی مبینہ طور پر شرعی عدالت میں اور پوری طرح اس معاملہ کو کھنگالیں تو فائدہ اس کا یہ ہوسکتا ہے کہ اول تو یہ الزام خود بخود دنیا کی نظر میں گر جائے گا اور بے معنی ہو جائے گا۔

دوسرے جماعت کی طرف سے جو دلائل پیش کئے جائیں گے وہ اتنے قوی اور واضح ہوں گے کہ اگر عدالت نے خلاف بھی فیصلہ دے دیا جیسا کہ دینا ہے تو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا جو لوگ پڑھیں گے ان کے لئے بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو جائے اور جو لوگ کاروائی سنیں گے اور روزنامہ اخبارات میں شائع ہوگی ان کو ایک بہت فائدہ پہنچے گا بلکہ ایسے ملک میں جہاں ایک طرف یہ تبلیغ بند کر رہے ہیں خود ان کی عدالت تبلیغ کرنے کا ایک موقع مہیا کر دے گی کیونکہ وہ سارے امور جو اختلافی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں وہ بیچ میں آنے تو ہیں بہر حال۔ چونکہ ان کے اس موقف میں کافی وزن نظر آتا تھا اگر چہ یہ خدشہ بھی تھا کہ وہ اس کاروائی کو اسی طرح چھپا جائیں جس طرح اس سے پہلے نیشنل اسمبلی کی کاروائی کو آج تک بصیغۂ راز رکھا گیا ہے اور اس فائدہ سے جماعت محروم رہ جائے جو ان نوجوانوں کے ذہن میں تھا جنہوں نے مقدمہ میں حصہ لیا ہے لیکن چونکہ یہ بھی امکان تھا کہ عدالت ہے اور اسمبلی نہیں ہے ہوسکتا ہے اس کو وہ کھلم کھلا منعقد کریں کیونکہ کسی جرم کی عدالت تو نہیں ہے یہ تو

شرعی مسلک سے تعلق رکھنے والی عدالت ہے۔اس لئے کوئی بعید نہیں کہ یہ اسے کھلم کھلا لوگوں کے سامنے اس کارروائی کو چلائیں اور اخباروں کو بھی اجازت ہو کہ وہ پوری کارروائی کو آگے چھاپنا شروع کر دیں لیکن جب مقدمہ شروع ہوا تو تعجب ہوا کہ اس معاملہ میں بھی انتہائی Secrecy یعنی راز برتا گیا ہے اور سوائے ان چیدہ آدمیوں کے جن کو ٹکٹ دیا گیا فریقین کی طرف سے اخبارات کو نہ تو کارروائی شائع کرنے کی اجازت تھی اپنی طرف سے اور نہ احمدیوں کو جو مقدمہ کے ایک فریق تھے ان کو اجازت تھی کہ وہ اس کارروائی کو شائع کریں اور صرف عدالت کی طرف سے جو مختصر نوٹ جاری ہوتا تھا وہی صرف شائع کیا گیا۔اس سے ایک تو ان کا رجحان بڑا واضح ہو گیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ایک تو بڑی قطعی بات ہے جس دن یہ فیصلہ کیا گیا اور پہلے دن ہی یہ فیصلہ کیا گیا ہے اس سے ایک بات واضح ہو گئی کہ اگر ان کے نزدیک دلائل حکومت کی طرف ہوتے جنہوں نے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے تو ناممکن تھا کہ وہ اس کو چھپاتے اس بحث کو ان کو تو اشتہار دے کر بلوانا چاہئے تھا ساروں کو کہ آ کر دیکھ لو یہ جو احمدی کہتے ہیں کہ حکومت نے ظلم کیا ہے ابھی ثابت ہو جائے گا قرآن کریم کی رو سے کہ بالکل جھوٹ کہتے ہیں اور حکومت بالکل حق پر ہے اور عین شریعت کے مطابق فیصلے ہوئے ہیں۔

تو وہی وجہ جو اس سے پہلے نیشنل اسمبلی کے فیصلوں کو چھپانے کی بنی اور اس کارروائی کو چھپانے کی وہی وجہ اب پھر حائل ہو گئی اس کارروائی کو مشتہر کرنے میں۔ بہر حال ابھی بھی کوشش تو کی جا رہی ہے اور وکلا نے درخواستیں دی ہیں جنہوں نے مقدمہ کیا تھا کہ ہم فریق ہیں ہمارا حق ہے کہ ساری کارروائی کی Tape ہمیں بھی دی جائے اور تحریری عدالت کی مصدقہ نقول بھی ہمیں دی جائیں کہ مقابل پہ لوگ کیا کہتے تھے ہم کیا کہتے رہے۔تو اگر وہ مان گئے تو یہ فائدہ اب بھی حاصل ہو سکتا ہے اور ساری دنیا میں اس کیس کی اشاعت ہو جائے گی اور اصل جج تو خدا ہے لیکن خدا کے بعد بندوں میں تبلیغ کے طور پر یہ کارروائی بہت کام آ سکتی ہے کیونکہ مسلسل جماعت احمدیہ کے وہ ممبران جنہوں نے انفرادی حیثیت سے یہ مقدمہ کیا ان میں ہمارے وکیل جو خاص طور پر پیش پیش تھے جنہوں نے بہت محنت کی ہے وہ شیخ مجیب، شیخ تو غلطی سے ان کے نام کے ساتھ لگ جاتا ہے مجیب الرحمٰن صاحب ہیں بنگال کے ہیں چونکہ نام مجیب الرحمٰن ہے اس لئے اکثر شیخ خود بخود ساتھ لگ جاتا ہے۔وہ کئی دفعہ احتجاج بھی کر چکے ہیں اب تو بیچارے جواب دے بیٹھے ہیں کہتے ہیں

اب مجھ سے بار بار احتجاج نہیں ہوتے جو مرضی کہو مجھے لیکن چونکہ کہنے والوں کی نیت بد نہیں اس لئے تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:۱۲) میں بہر حال نہیں آتا خیر یہ تو ضمنی بات تھی۔ انہوں نے تو اتنی محنت کی ہے کہ جو دوست مختلف کاروائیاں سننے والے تھے اور جو جانتے ہیں، جو قریب رہے ان کی طرف سے مسلسل مجھے دعا کے خط آتے رہے اس لئے میں اس موقع پر میں ان کے لئے دعا کی بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

شروع میں ہی ان کو نظر آ گیا تھا کہ ان سے کیا ہونی ہے؟ پانچ گھنٹے مسلسل ان کو بولنا پڑتا تھا اور جب انہوں نے درخواست کی کہ میں نے تیاری کرنی ہوتی ہے جو میں کام کر رہا ہوں مجھے ساری رات جاگنا پڑتا ہے اور پانچ گھنٹے بولنے کے لئے آپ لوگ جانتے ہیں وکیل رہ چکے ہیں کہ کتنی بڑی تیاری کی ضرورت ہے تو اس وقت کو کچھ کم کریں، سہولت سے چلیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کچھ ہدایات تھیں یا کچھ مقاصد تھے جو ظاہر نہیں کئے گئے عدالت کی طرف سے۔ وہ چاہتے تھے کہ افراتفری میں جتنی جلدی ہو سکے یہ معاملہ نبیڑا جائے۔ چنانچہ ان کی درخواست کو صاف رد کر دیا گیا اور کہا یہ گیا کہ ہم تم سے بوڑھے ہیں ہم جب بیٹھتے ہیں پانچ گھنٹے تو تمہارا پانچ گھنٹے کھڑے ہونے میں کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم چونکہ سنتے ہیں پانچ گھنٹے اس لئے تمہارا 19 گھنٹے تیاری سے کیا فرق پڑ جاتا ہے؟ تو عجیب دلیل تھی۔ لیکن یہ بھی پتہ لگ گیا کہ آئندہ کس قسم کی دلیلیں آنے والی ہیں؟

بہر حال مقدمہ دونوں طرف سے بڑے جوش و خروش سے لڑا گیا اور بار بار ہمارے احمدی وکیل یہ کہتے رہے کہ ہم قرآن وسنت سے بات کر رہے ہیں۔ آپ بعد کے فقہاء کی باتیں کرتے ہیں۔ شریعت کی بات کرنی ہے تو قرآن وسنت سے فیصلہ ہونا چاہئے۔ یہ کیا قصہ ہے کہ فلاں فقیہ نے یہ کہا اور فلاں فرقے کے فلاں امام نے یہ کہہ دیا؟ ہم تو قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کو امام مانتے ہیں اس لئے آنحضور ﷺ کا حوالہ دیجئے شوق سے، قرآن کریم کے حوالے دیجئے اس سے باہر کی دنیا جو کئی سو سال بعد پیدا ہوئی ہے اس کے حوالوں میں ہمیں کیوں کھینچتے ہیں۔ مگر چونکہ عدالت ان کے اِن حوالوں کو سراہ رہی تھی اور واہ واہ کر رہی تھی اور بڑے بڑے دلچسپ ریمارکس ساتھ دیتی چلی جا رہی تھی اس لئے ان وکلا کے لئے مجبوری تھی کہ جس میدان میں بھی وہ گھسیٹیں اُس میدان میں جائیں اور اُس میدان میں بھی اُن پر فتح پائیں۔ چنانچہ یہ ایک غیر معمولی محنت سے تیار کیا ہوا مقدمہ تھا

مجیب الرحمن صاحب کا جس میں دشمن بھی اس معاملہ میں عش عش کر اٹھا اور جو رپورٹیں مخالفین اور معاندین کی باہر ملتی تھیں وہ بلا استثنا یہی کہہ رہے تھے کہ جیتیں گے، ہم فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا لیکن دلائل میں احمدیوں کے وکیل کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ وہ لے گیا بازی اور Panic ڈالتے تھے مولوی اور کہتے تھے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کچھ کرو کہیں سے کچھ نکالو۔

تو جو خلق خدا کی آواز ہے وہ تو خدا والوں کے ساتھ ہی ہے اور جو حکومت والوں کی آواز ہے اس نے حکومت کے ساتھ ہی ہونا ہے ظاہر بات ہے اس میں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ چنانچہ میں نے شروع میں ہی ان کو لکھ دیا تھا کہ:

؎ قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

(دیوان غالب صفحہ:۱۵۹)

جوانہوں نے کہنا ہے تمہیں پہلے ہی پتہ ہے۔ تمہارا مقصد ہی کچھ اور تھا وہ مقصد خدا کرے حاصل ہو جائے پورے کا پورا مگر یہ ان کو ضرور بتا دو کہ تمہاری شرعی حیثیت کوئی نہیں ہے اور یہ بھی بتا دو کہ اصل اپیل ہماری سپریم کورٹ میں نہیں بلکہ خدا کی عدالت میں ہوگی اور خدا فیصلہ کرے گا اور یہ بھی ان کو بتا دو کہ آج جو تم وقتی تاثرات کے تابع فیصلے کرو گے اس سے اسلام کی ایک نہایت ہی خوفناک اور مضحکہ خیز تصویر بھی دنیا کے سامنے ابھر سکتی ہے اور دنیا یہ کہے گی کہ پاکستان کی شرعی عدالت میں قرآن کا یہ تصور پیش کیا گیا تھا اور انسانی حقوق کا یہ تصور پیش کیا گیا تھا اس لئے صرف یہ سوال نہیں ہے کہ انسانوں کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے اور ان کے بنیادی حقوق کیا ہیں؟ اس لئے تم خدا کے سامنے جواب دہ ہو گے اور ہم بھی خدا کے پاس ہی اپیل کریں گے اگر تم نے کوئی ناجائز اور ظالمانہ فیصلہ کیا۔ یہ تو وارننگ انہوں نے دی ہوگی کیونکہ میں نے واضح طور پر ان کو ہدایت کی تھی کہ میں نے آپ کو اجازت تو دی ہے مشروط لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ باتیں آپ عدالت کو صاف کھول کر بتا دیں اور تفصیلی کاروائی کچھ آئی تو ہے میرے پاس جو انہوں نے اپنی یادداشت سے لکھی ہے ہمارے نمائندوں نے وہ میں پڑھوں گا امید ہے ہمارے وکلا نے ضرور یہ بتا دیا ہوگا بہر حال اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کئی اسکے دلچسپ پہلو ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ کئی جگہ زیر بحث آئے گا کئی جگہ لوگ کہیں

گے دیکھو جی شریعت کی عدالت نے فیصلہ دے دیا اس لئے احمدیوں کے علم میں ہونا چاہئے ۔ کچھ تو یہ پس منظر معلوم ہونا چاہیے کہ کس حیثیت سے ان کے پاس گئے تھے اور ان کو بتایا گیا تھا کہ تمہاری ہم کیا حیثیت سمجھتے ہیں اور مقصد کیا تھا اور جہاں تک بنیادی بحث کا تعلق ہے وہ تو کوئی لمبی چوڑی بحث ہی نہیں ہے۔ بے وجہ چونکہ مخالف غلط میدانوں میں گھسیٹتا رہا اس لئے ان لوگوں کو بھی مجبوراً وہاں جا کر بھی ان کو غلط ثابت کرنا پڑا مگر جو بنیادی بحث ہے وہ زیادہ لمبی ہے ہی نہیں۔ مختصر دو تین امور سے تعلق رکھتی ہے اور وہ احمدیوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

پہلی بنیادی بحث یہ ہے کہ کیا قرآن کریم یا سنت نبویؐ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ کسی شخص کی طرف وہ مذہب منسوب کیا جائے جو وہ خود تسلیم نہیں کرتا؟ مثلاً کوئی شخص کہتا ہو میں مشرک نہیں ہوں اور قرآن اجازت دے اور آنحضرت ﷺ نے ایسا عمل کر کے دکھایا ہو کہ تم کہتے تو ہو کہ میں مشرک نہیں ہوں لیکن تم ہو مشرک! تم کہتے تو ہو کہ میں عیسائی ہوں مگر تم عیسائی نہیں ہو یعنی دونوں قسم کی صورتیں کیا قرآن کریم سے کہیں ثابت ہیں اور سنت نبویؐ سے اس کی کوئی مثال ہے؟ یہ بنیادی چیز ہے۔ اگر اس کی ایک بھی مثال نہیں اور قرآن کریم کی کوئی آیت بھی کسی انسان کو یہ حق نہیں دیتی کہ کسی کے مذہب کے ادّعا کے خلاف اس کی طرف کوئی مذہب منسوب کر دے تو اگلی بحثیں ہی ساری بے معنی ہیں، بے تعلق باتیں ہو جاتی ہیں۔

دوسری بحث یہ نہیں ہے کہ غیر مسلموں کے حقوق کیا ہیں اسلام کے نزدیک؟ یہ بھی عملاً یہاں ہمارے معاملے میں بے تعلق ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی غیر مسلم کو قرآن کریم کو سچا سمجھنے کا حق ہے کہ نہیں؟ اور خدا کو ایک سمجھنے کا حق ہے کہ نہیں؟ اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کا اعلان کرنے کا حق ہے کہ نہیں؟ یہ بنیادی بحث ہے۔ اگر نہیں ہے تو تم یہ تبلیغ کیا کرتے پھر رہے ہیں غیر مسلموں کو ان کو تو حق ہی نہیں ہے کہ اسلام کو سچا سمجھیں اور اگر یہ حق ہے تو کیا اکٹھا حق ہے کہ ایک دم سارے اسلام کو سچا سمجھیں یا یہ بھی حق ہے کہ جتنا سمجھ میں آتا ہے وہ مانتے چلے جائیں۔ اگر یہ حق نہیں ہے تو پھر یہ شکل بنے گی کہ اگر وہ بحث کے دوران یہ مان جائیں کہ خدا ایک ہے تو آپ کہیں گے نہیں! ہر گز تمہیں ہم یہ حق نہیں دیتے کہ خدا کی وحدت کا اعلان کرو کیونکہ تم نے باقی باتیں نہیں مانیں۔ اگر اس کے دماغ میں یہ بات پڑ جائے کہ اللہ بھی ایک ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ بھی ایک ہیں لیکن حشر نشر کی سمجھ نہیں

آ رہی تو کیا اسلام یہ کہے گا کہ تم ان دو باتوں کو بھی نہیں مان سکتے کیونکہ تم حشر نشر کے قائل نہیں اور اگر اُن کو یہ سمجھ آجائے کہ قرآن کریم جو سچ کی تعلیم دے رہا ہے، بدیوں سے بچنے کا حکم دے رہا ہے، عبادت کا حکم دے رہا ہے یہ طریق بالکل ٹھیک ہے اس پر تو ہمیں عمل کرنا چاہئے لیکن روزوں کی ہمیں سمجھ نہیں آتی تو کیا قرآن کریم روک دے گا اسکو نماز پڑھنے سے بھی؟ اور اکثر ایسے مسلمان ہیں جو ایک حصہ کرتے ہیں قرآن کریم پہ عمل اور دوسرے حصے پر نہیں کرتے تو ان کی پھر کیا حیثیت رہ جائے گی؟

تو بہر حال بنیادی بات قابل بحث یہ تھی کہ قرآن کریم کے کسی حصہ پر اگر کسی کو ایمان ہو جائے تو کیا شریعت اسلامیہ کسی انسان کو یہ حق دیتی ہے کہ جس حصے پر کوئی شخص ایمان لاتا ہو اس پر عمل سے روک دے؟ اتنی سی بات ہے ساری۔ ہمارے معاملہ میں جو انہوں نے طریق اختیار کیا وہ بالکل برعکس اختیار کیا ہے۔ انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ پہلے ہمارا نام کچھ اور رکھا مثلاً کسی چمن کو کوئی صحرا کہہ دے کہ ہم نے نام رکھ دیا ہے۔ پہلے نام رکھا پھر کہا کہ جب صحرا ہم کہہ رہے ہیں تو بوٹوں کا کیا کام ہے یہاں پھلدار درختوں اور پھولدار درختوں کا کیا مطلب؟ ان کیاریوں کے کیا معنی یہاں پانی دینے کا کیا مطلب؟ نکالو سارے درخت پودے بوٹے گھاس واس سب بکواس ہے کیونکہ ہم جب صحرا کہہ رہے ہیں تو اس کو صحرا ہونا چاہئے۔ تو پہلے نام رکھا غیر مسلم اور یہ بھی بڑی جہالت ہے۔ ’’غیر مسلم‘‘ تو کوئی نام ہی نہیں ہے مذہب کا۔ غیر مسلم جب کہہ دیا جائے تو جب تک کسی مذہب کی تعین نہ ہو یہ نہیں پتہ لگ سکتا کہ کس کے کھاتہ میں پڑیں گے اور چونکہ ان کے ادّعا کے برخلاف ہے اس لئے سوائے اس کے آپ کے لئے چارہ کوئی نہیں کہہ دیا تو کہیں کہ ہم غیر مسلم کہہ دیں گے لیکن تمہاری مرضی جو مرضی کرو، جو مذہب اپنے لئے عملاً سمجھو ٹھیک ہے لیکن ہم تمہیں غیر مسلم سمجھتے رہیں گے یہ تو معقول بات ہوئی یا پھر یہ کہیں کہ چونکہ ہم تمہیں غیر مسلم کہتے ہیں اس لئے اسلام کے کسی حکم پر تمہیں عمل نہیں کرنے دیں گے۔ یہ وہ جہالت ہے جو انہوں نے اختیار کی ہے۔

پھر تیسری شکل یہ بنتی تھی کہ اچھا! غیر مسلم بھی ہمیں کہہ دیا اور اسلام پر عمل بھی نہیں کرنے دینا تو اب پھر ہماری شریعت کوئی بنائے گا یا نہیں؟ وہ کہتے ہیں جو مرضی بنالو یعنی گویا انسان شریعت بنائے خود یہ بھی بڑی جہالت کی بات ہے جو مرضی کسی طرح بنالو۔ شریعت تو وہ ہوتی ہے جو خدا بناتا ہے اس

لئے آپ ہمارے عقیدہ پر جو مرضی حملہ کریں ہمارے لئے یا تو کوئی شریعت بھی بنا کر دیں نا ایک کہ ہم چونکہ تمہیں غیر مسلم کہتے ہیں اسلام پر عمل نہیں کر سکتے اور اب فلاں شریعت تمہارے لئے بنائی جاتی ہے اور چونکہ قدر اشتراک تکلیف دہ ہے کہ فلاں چیز فلاں سے ملنی نہیں چاہئے، تمہاری کوئی بات مسلمانوں سے ملنی نہیں چاہئے یہ بنیاد بنائی گئی ہے کیونکہ ملنی نہیں چاہئے اس لئے کوئی نئی شریعت بنا کے دکھائیں کوئی۔

اس کے متعلق پہلے بھی میں ذکر کر چکا تھا تفصیل سے کہ ہر جگہ جہاں اسلام نے کوئی حکم دیا ہے وہاں منفی بنائیں گے تو شریعت بنے گی ورنہ جہاں مثبت کے ساتھ کوئی مثبت مل گیا وہاں آپس میں اتفاق ہو جائے گا اور پھر لوگ کہنے لگ جائیں گے کہ دیکھو یہ مسلمانوں والی بات ہے اور جہاں منع کیا ہے قرآن کریم نے وہاں پر مناہی پہ مثبت ڈالنا پڑے گا ورنہ ملنے جلنے لگ جائے گی ہماری شریعت اور تمہاری شریعت، ظاہر بات ہے۔ اس لئے یہ کوئی طریق ایجاد کرنا پڑے گا صرف یہ ایک فیصلہ کافی نہیں یہ کہ اسلام حق نہیں دیتا تمہیں، یہ طریق ایجاد کرنا پڑے گا کہ جس کو اسلام، اسلام پر عمل کرنے کا حق نہیں دیتا اس کے لئے شریعت کیسے بنائی جائے گی؟ جب اسلام پر عمل کرنے کا حق نہیں دیتا تو اس کا منفی خود بخود ثابت ہو جاتا ہے اس کو حکم دیتا ہے کہ ہر غیر اسلامی حرکت کرو اس ملک میں جس ملک میں یہ قانون بنایا گیا ہے اور اس پر دل راضی ہوں گے اور اگر کوئی اسلامی حرکت کر بیٹھے تو آگ لگ جائے گی اور یہی آگ ہم تمہیں لگانے کی کوشش کریں گے۔ یہ فیصلہ بنتا ہے شریعت کورٹ کا کہ چونکہ قدر اشتراک کی اجازت نہیں دے سکتے اس سے شبہ پڑتا ہے لوگوں کو کہ تم مسلمان ہو اس لئے مجبوری ہے اشتراک نہیں ہم ہونے دیں گے۔ چار چیزوں میں حکومت نے اشتراک منع کر دیا باقیوں میں قرآن کریم بھی پھر منع کرے گا اگر قرآن کریم کے اوپر مسئلہ ہے۔ اگر انحصار تھا ہی قران کریم پر تو یہ اصول پہلے ثابت کرنا پڑے گا کہ اسلام اچھی باتوں میں یا احکامات میں اشتراک کی اجازت نہیں دیتا۔

اصل بات یہ ہے، خلاصہ کلام یہ کہ ساری مصیبت ان کو اس بات پر پڑی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہہ بیٹھے ہیں اور غیر مسلم کہنے کے بعد ان کے اطوار، ان کا اٹھنا بیٹھنا، اُن کی عبادتیں، ان کا عمل قرآن کریم کے احکام پر، مناہی سے رکنا، اُن کو یہ نظر آنا شروع ہو گیا کہ جن کو ہم مسلمان کہتے ہیں ان سے بھی بہتر ہیں اس معاملہ میں۔ نمازیں یہ زیادہ پڑھتے ہیں، دیانت دار یہ

زیادہ ہیں، رشوت یہ نہیں لیتے، ظلم اور سفا کی سے یہ کام نہیں لیتے، عدالتوں میں جھوٹ یہ نہیں بولتے تو لوگ جب ہم سے پوچھیں گے کہ تم غیر مسلم کہہ رہے ہو ان کا عمل مسلمان کہہ رہا ہے اپنے آپ کو تو ہم کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا بہت اچھا پھر بنا کر دکھاتے ہیں غیر مسلم۔ چونکہ ہم نے کہہ دیا ہے اس لئے بداعمالیاں جب تک تم نہیں کرتے اور اسلام سے انحراف نہیں کرتے اور قرآن کو نا قابل عمل کتاب تسلیم نہیں کرتے اپنے لئے اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ جو کچھ بھی اسلام نے کہا ہے تم اس کا برعکس کرو گے اس وقت تک ہم تمہیں اجازت نہیں دے سکتے۔ تو یہ معاملہ تو پھر یہاں تک نہیں ٹھہرے گا صرف چار باتیں تو اسلام نے نہیں کہیں۔ قدر اشتراک تو پھر بہت بڑھے گی پھر تو ہر احمدی سے زبردستی قتل کروانے پڑیں گے کیونکہ اسلام قتل سے روکتا ہے اور یہ قانون بنانا پڑے گا کہ جو قتل نہیں کرے گا احمدی اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ اسلام سے مشابہ ہو رہا ہے۔ اگر جان بچانی ہے کسی احمدی نے تو وہ قتل کرے تا کہ مسلمانوں کے مشابہ نہ ہو، جو سچی گواہی احمدی دیتا ہے اسے پرجری (Perjury) کے جرم میں سزا ملنی چاہئے جھوٹی شہادت کے جرم میں کیونکہ وہ مسلمانوں جیسی حرکت کر رہا ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے عدالت میں وہ جزاک اللہ، بہت اچھی حرکت کی اس نے، مسلمان نہیں بنا، حالانکہ بیچاروں کو یہ نہیں پتا کہ آج کل جو عام حالات ہیں ان میں جھوٹ بولنے والے مسلمان زیادہ ہیں اور اس میں کوئی تکلیف والی بات نہیں واقعہ یہی ہے کہ پاکستان کی عدالتوں میں جتنا جھوٹ بولا جا رہا ہے ساری دنیا کو پتہ ہے، سارے جج جانتے ہیں، سارے وکلا کو پتہ ہے، پولیس جس قسم کے کیسز بنا رہی ہے تو آپ نے اسلام سے روک کر ہمیں مشابہ بنا دیا ہے غلطی سے یہ بات آپ کو خیال نہیں آئی کہ ہم نے جس بات سے روکا تھا اس لئے کہ اسلام کے مشابہ نہ ہو جائیں ہم تو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر ان کو مسلمانوں کے مشابہ بنا رہے ہیں۔ پہلے تو ایک فرق نظر آ جاتا تھا اب آپ کہتے ہیں وہ فرق بھی نہیں رہنے دینا تو جس طرح مرضی ہاتھ ڈالیں وہ کامیاب ہو نہیں سکتے، اُلٹے نتیجے نکلیں گے۔

بہر حال اصل جو میدان ہے وہ تو دعا کا میدان ہے ان لوگوں نے جو حرکتیں کرنی ہیں کر چکے کچھ کریں گے اور معاملے تو وہاں تک پہنچ رہے ہیں جیسا کہ میں نے بار بار متنبہ کیا ہے اسکے بعد خدا کی تقدیر لازماً دخل دیا کرتی ہے۔ اس قسم کے تمسخر جب شروع ہو جائیں دین سے اور دین کی

طرف منسوب ہونے والے ظلم کی حد کر رہے ہوں اپنے دین پر ہی اور ایسے خوفناک حلیے بنا کر اسلام کے پیش کر رہے ہوں کہ جو دنیا میں پہلے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرنے والا تھا وہ بھی توبہ کر کے واپس بھاگ جائے تو پھر یہ سوچ لینا کہ خدا کی تقدیر ہاتھ نہیں ڈالے گی بڑی غلطی ہے۔ وہ ایسی صورت میں ضرور ہاتھ ڈالا کرتی ہے اس لئے اب اس کی فکر کریں ہماری تو فکر چھوڑیں، ہمارا تو فکر کرنے والا خدا موجود ہے اپنی فکر کریں کہ خدا کی مخالفت کرنے کے بعد پھر کوئی والی نہیں ہوا کرتا کسی کا کیونکہ جب خدا کی پکڑ فیصلہ کر لیا کرتی ہے تو فَلَا مَرَدَّ لَهٗ (الرعد: ۱۲) کوئی نہیں ہے جو خدا کو اس بات سے روک سکے کہ وہ کسی قوم کے متعلق جو بری تقدیر کا فیصلہ کرے تو وہ جاری نہ ہو سکے۔

اب میں مختصراً دو باتیں بعض دوستوں کے خطوط سے متعلق کہنی چاہتا ہوں۔ پاکستان سے بہت سے خطوط مجھے آتے رہے ہیں اور اب تو انہوں نے جماعت انگلستان کو بھی انہوں نے لکھنا شروع کر دیا ہے، متفرق لوگوں کو کہ ہم نے تو جہاں تک پیش گئی ہمت ہوئی خلافت کی حفاظت کرنے کی کوشش کی اب آپ کے اوپر یہ ذمہ داری ہے اور آپ اس حق کو ادا کریں۔ جذباتی لحاظ سے تو یہ سمجھ آسکتی ہے یہ بات لیکن ویسے جماعت انگلستان پر بدظنی کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ خلیفۂ وقت جہاں بھی جاتا ہے وہ جماعت احمدیہ میں ہی جاتا ہے آخر۔ یہ کہنا کہ پاکستان کے احمدیوں کو زیادہ خیال تھا اور یہاں کے احمدیوں کو کم ہے یہ بالکل غلط بات ہے اس لئے جن کو لوگ خط لکھتے ہیں اول تو ان کو سمجھنا چاہئے کہ اس معنی میں نہیں لکھتے کہ گویا وہ جماعت احمدیہ انگلستان کو اپنے سے کم درجہ سمجھتے ہیں ایمان میں بلکہ صرف یہ وجہ ہے کہ محبت کے جوش میں ایسے وقت میں ایسی باتیں منہ سے نکل جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ تاریخ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ پر خطرات آتے تھے تو صحابہؓ ایسی باتیں کیا کرتے تھے۔ بعض شہید ہوتے وقت دم توڑتے وقت یہ آخری پیغام دے گئے۔ (السیرۃ الحلبیہ زیر غزوہ احد جلد ۲ نصف آخر صفحہ: ۴۰۰) یہ مراد تو نہیں تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم تو زیادہ مخلص ہیں اور تم لوگ اس معاملے میں ہم سے پیچھے ہو بلکہ یہ اظہار محبت ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں لیکن اگر کسی کے دماغ میں باہر یہ وہم ہو سچ مچ کہ یہ انگلستان کی جماعت اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہی تو میں یہ وہم دور کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ انگلستان کی جماعت اپنی توفیق سے اگر بڑھ کر نہیں تو توفیق

کے کناروں تک اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داریاں قبول کی ہیں اور اس محبت اور شوق اور اخلاص سے کہ بعض لوگوں نے تو دن رات اپنا ایک کیا ہوا ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ ان کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے وقت کہاں سے ملتا ہوگا؟ ایک نوجوان کو میں نے زبردستی اٹھا کر یہاں سے مجلس عرفان سے بھجوایا تھا کہ اسکی بچی کی حالت زیادہ خراب تھی۔ اس کے متعلق پتہ یہ لگا تھا کہ وہ صبح اٹھتا ہے اس وقت جب کہ لوگ ابھی سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور کام سے سیدھا یہاں خدمت کے لئے آتا ہے جماعتی کاموں میں اور واپس اس وقت جاتا ہے رات بارہ ایک بجے جب سب سو چکے ہوتے ہیں۔ تو مدت سے پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کہاں رہتا ہے؟ بیگم کو تو شاید علم ہو جاتا ہو وہ اٹھتی ہونگی اس کے لئے لیکن عموماً بچوں سے کم از کم وہ بے تعلق ہو چکے تھے۔ تو ایک کا نہیں بہت کثرت سے یہ حال ہے اور میں نے حساب لگا کر دیکھا تو جو آدمی، جو خدام اور انصار اور مستورات اس وقت غیر معمولی ہنگامی حالات کے پیش نظر خدمت کا کام کر رہے ہیں ان کے وقت کی اگر دنیا کی نظر سے قیمت لگائی جائے تو کم از کم اڑھائی تین لاکھ سو پونڈ سالانہ کا وقت ہے جو جماعت احمدیہ انگلستان قربان کر رہی ہے۔ اب آپ یہ دیکھ لیجئے کہ ساری ڈاک جو پرائیویٹ سیکرٹری کی ہوتی تھی وہ جماعت نے ہی سنبھالی ہوئی ہے اور نہایت عمدگی سے سنبھالی ہوئی ہے۔ اس طرح حفاظت کی ساری ذمہ داری صرف ایک افسر حفاظت ہے باقی وہاں تو بڑی تعداد تھی اور بہت سے کام ہیں۔ کھانا خود پکانے والے ہیں، وہاں تو لنگر موجود تھا اور یہاں پکانے والے بھی خود پکاتے ہیں اور کئی نمونے ہیں اس کثرت سے مستورات نے بھی بڑی خدمت کی ہے اور کر رہی ہیں کہ کر بعض کام اپنے ذمہ لئے ہیں۔

تو تمام جماعت کی مرکزی ذمہ داریاں جو خلافت کے ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہیں ساری جماعت نے بڑے شوق سے سنبھالی ہیں اس لئے اظہار محبت کے رنگ میں آپ جو مرضی لکھ دیں مجھے اس پر اعتراض نہیں لیکن بدظنی نہ کریں۔ میں باہر کے احمدیوں کو پیغام دیتا ہوں بلکہ ان کا حق اور فرض ہے کہ دعائیں کریں ایسی جماعت کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری ڈالی انہوں نے بڑے خلوص اور محبت سے کما حقہ جیسا کہ حق ہے ویسا ادا کر کے اسکو ادا کیا۔

ایک دوسری بات جو دوست لکھتے ہیں ایک ذکر میں نے پہلے بھی کیا تھا اس کے متعلق میں

کچھ سمجھانا چاہتا ہوں۔ میرا فرض ہے، جذبات کا معاملہ اپنی جگہ لیکن تربیت کروں، بتاؤں کہ کہاں قرآن کیا تقاضا کرتا ہے کس قسم کا غم کرنا چاہئے؟ کس قسم کا نہیں کرنا چاہئے؟ اس لئے میں جذبات کو مجروح کرنے کی خاطر نہیں بلکہ جذبات کا رخ درست کرنے کی خاطر بعض دفعہ بعض تربیتی باتیں کہتا ہوں۔ مثلاً کثرت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ تم غم نہ کرو ہمارا جو مرضی ہو۔ یہ بالکل غلط بات ہے اصولاً بے معنی بات ہے۔ وہ تفریق نہیں کرتے بعض باتوں میں قرآن کریم جب یہ فرماتا ہے کہ:

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

(حم السجدہ:۳۱)

کہ فرشتے نازل ہوتے ہیں ان پر اور کہتے ہیں غم نہ کرو۔ تو اس کا وہ مطلب نہیں سمجھتے۔ اس سے مراد ہرگز نہیں ہے کہ دین کا غم نہ کرو۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ دین کا غم نہ کرو اور اپنے مسلمان بھائیوں کا غم نہ کرو تو پھر آنحضرت ﷺ کو تو غم ہونا ہی نہیں چاہئے تھا، ذاتی غم تھا کوئی نہیں، پرواہ ہی کوئی نہیں تھی دنیا کی، اس طرف دنیا آئی اس طرف سے پھینک دی، بے تعلق تھے دنیا سے کلیۃً اتنا ہی تعلق تھا جتنا خدا کہہ کے رکھواتا تھا اور دین کا اگر یہ ترجمہ کیا جائے لَا تَحْزَنُوْا کہ فرشتے نازل ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو تو پھر رسول کریم ﷺ کیوں غم کو لگائے بیٹھے تھے سینے سے وہاں اور مراد ہے لَا تَحْزَنُوْا سے لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (آل عمران:۱۵۴) یہ معنی ہیں کہ اس چیز کا غم نہ کرو جو خدا کی راہ بھی تم سے کھوئی گئی ہے۔ خدا کثرت سے دے گا اور ویسے بھی جب خدا کی خاطر تم نے کھوئی ہے تو اس میں غم کا کیا سوال ہے؟ محبوب کی محبت تم نے جیت لی ایک وقت میں تم دونوں باتیں کس طرح حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر قربانی کی کوئی روح تھی، کوئی مقصد تھا، کوئی اعلیٰ ہستی تھی جس کا پیار حاصل کرنا تھا تو اول تو وہیں بات ختم ہو جانی چاہئے کہ جب خدا کی خاطر کھوئی تو بات ختم ہوگئی۔

دوسرے ایک اور وجہ بھی ہے کہ خدا تو واپس کر دیا کرتا ہے بڑھا کے واپس کیا کرتا ہے تو ایسی صورت میں غم کرنا نہایت ہی بڑی بیوقوفی ہے۔ یہ مضمون ہے جو قرآن کریم بار بار سمجھاتا ہے لَا تَحْزَنُوْا کے معنوں میں، دین کا غم نہ کرنا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جہاں آنحضرت ﷺ کو

ایک موقع پر منع فرمایا گیا ہے کہ تو ان کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک نہ کر جو انکار کرتے ہیں وہاں بھی دراصل فَاتَكُمْ کا مضمون ہے۔ مسلمانوں کے غم سے کہیں نہیں روکا۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ: ۱۲۸) بتایا ہے بے انتہا درد رکھنے والا بے انتہا نرم مومنوں کے لئے۔ جہاں منع کیا ہے وہاں یہ کہ وہ لوگ جو ضائع ہو گئے ہیں جو مسلمان نہیں ہو سکے اور خدا کی نظر میں ضائع ہو گئے اور کھوئے گئے ان کا غم نہ کرو یہ بالکل اس آیت کے مطابق ہے لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا تا کہ غم نہ کرو تم اس چیز کا جو مَا فَاتَكُمْ جو تم سے کھوئی گئی ہے۔

تو قرآن کریم Consistent ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ جو لوگ ضائع ہو گئے ہیں ان کا غم نہ کرو اور آنحضور ﷺ کا دل اس معاملہ میں اتنا نرم تھا کہ بعض باتوں میں نہ کر سکنا نافرمانی نہیں ہوتی بلکہ ایک بے اختیاری ہوتی ہے۔ خدا نے فرمایا رسول اکرم ﷺ لازماً رکے ہوں گے اور پوری باگیں ڈال دی ہوں گی اپنے جذبات پر لیکن جو دل نرم ہو وہ بہر حال کڑھتا رہتا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ جو طاقت میں نہیں ہے انسان کے وہ کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھیں ایسے ایسے دردناک مناظر ملتے ہیں کہ:

ے کیا میرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ: ۷۳۹)

ے شور کیسا ہے تیرے کوچے میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشمہ آریہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ: ۴)

پڑھیں تو سہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام، کس صحابی نے آپ کو لکھا تھا کہ غم نہ کرو۔ ایک بھی واقعہ نہیں ملتا اس لئے نہ میں آپ کو کہتا ہوں غم نہ کریں نہ آپ مجھے کہیں اور ویسے بھی بیوقوفی ہے اس موقع پر غم نہ کرنے کا مشورہ دینا کیونکہ غم تو آج کل ہمارے لئے ایک دولت ہے، خزانہ ہے، غم کی طاقت سے تو ہم نے یہ میدان جیتنے ہیں۔ غم کیا چیز ہے؟ غم وہ جذبہ ہے جو مومن کو خدا کی طرف مائل کرتا ہے اور بڑے درد سے دعائیں اٹھتی ہیں اس کے نتیجہ میں تو غم کے بغیر دعا کیسے کروں گا پھر آپ

یہ بھی کہیں گے کہ دعا بھی چھوڑ دو۔سوکھے منہ کی دعائیں ہیں بھی کوئی حقیقت رکھتی! بے معنی چیزیں ہیں اس لئے نہ میں نے آپ کو غم سے روکا بلکہ یہ کہا کہ جب تک خدا کی تقدیر اترتی نہیں ہے خوشخبریاں لے کر اور یہ آپ کو نہیں کہتی ظاہر ہو کر کہ اب غم نہ کرو اس وقت تک غم کو نہیں بھلانا آپ نے کیونکہ یہ آپ کا خزانہ ہے، یہ آپ کے لئے نعمت ہے۔غم ہوگا تو دعائیں کریں گے غم نہیں ہوگا تو دعائیں کس طرح کریں گے آپ۔ہاں اسلام ہر بات کی تربیت کرتا ہے، اسے لگام دیتا ہے، اسے سلیقہ کے ساتھ معین راہوں پر ڈالتا ہے۔یہ فرماتا ہے کہ غم لے کر دنیا کے سامنے نہ پھریں جھولیاں لے کر، یہ فرماتا ہے کہ اپنے غم کو خدا کے حضور گریہ وزاری میں لگا دو تا کہ ایک ایک ذرہ غم کا تمہارے کام آجائے ضائع کچھ نہ ہو، یہ بات تو درست ہے۔

دوسرا ایک اور غم کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ غم کے نتیجہ میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ صحت خراب ہو جاتی ہے بالکل غلط ہے۔یہ تجزیہ بھی میں آپ کے سامنے رکھ دینا چاہتا ہوں کیونکہ بعض لوگ جو مجھے لکھتے ہیں وہ ساتھ اس کی وجہ بھی بتا دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں فکر ہے تمہاری صحت گر جائے گی حالانکہ میری صحت تو پہلے سے اچھی ہوگئی ہے اللہ کے فضل سے اور زیادہ قوت پاتا ہوں میں اپنے اندر مقابلہ کی اس لئے یہ تو وہم ہے آپ کا کہ میری صحت گر گئی ہے۔غم سے صحت نہیں گرا کرتی یہ میں آپ کو بتاتا ہوں اور آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیسی بات کر رہا ہے لیکن میں تجزیہ کر کے بتاؤں گا آپ کو۔

دو قسم کے غم ہوتے ہیں۔ایک غم وہ ہوتا ہے جو مایوسی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور بے اختیاری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے جس میں کوئی امید کی کرن نہیں رہتی۔وہ مَا فَاتَكُمْ والا غم ہی ہے اصل میں یعنی کسی کا پیارا ہاتھ سے نکل جائے بے بس ہو جاتا ہے وہ ساری عمر روتا رہے اور وہ ہاتھ نہ آئے۔یہ غم تو خدا نے پہلے ہی منع کر دیا ہے اس لئے مومن تو ایسا غم نہیں کیا کرتا اور یہی غم ہے جو صحتوں کو کھا جاتے ہیں، روتے روتے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں ماؤں کی، ان کے کلیجے جل جاتے ہیں۔لیکن ایک غم وہ ہے کہ جو بجائے اس کے کہ صحت گرائے صحت میں اضافے کا موجب بنتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ صحت کو سنبھالنے کے لئے ضروری ہے۔جب اعصابی تناؤ پیدا ہو جائیں، جب

نہایت ہی خوفناک اور تکلیف دہ باتیں کی جارہی ہوں چاروں طرف سے اور ان لوگوں کو گالیاں دی جارہی ہوں جن پر انسان جان نچھاور کرنے کو تیار ہو اور بے بسی کا عالم ہو اس وقت اگر کوئی غم نہیں کرتا ہے تو وہ مارا جائے گا۔ اگر وہ زبردستی کرے اپنے اوپر اور اپنے آنسو نہ نکلنے دے اور فیصلہ کرلے کہ میں نے کچھ نہیں کرنا اور زبردستی ہنسنے کی کوشش کرے تو وہ تو مریض بن جائے گا اعصابی، وہ تو پاگل ہو جائے گا، ہوسکتا ہے ایسے لوگ کچھ عرصے کے بعد خودکشیاں شروع کردیں۔ تو خدا کی راہ میں جب غم آنسو بہانے کا موقع دیتا ہے تو سارے طبیعت کے تناؤ دور ہو جاتے ہیں، تازہ دم ہو کر ہلکا پھلکا جسم لے کر انسان دعاؤں میں سے باہر نکلتا ہے۔ تو وہ غم جو رحمت ہے اسے زحمت سمجھنا یہ تو بڑی سادگی ہے۔ بیوقوفی تو میں نہیں کہتا کیونکہ محبت کے جذبات سے لوگ باتیں کرتے ہیں لیکن جن سے محبت ہو ان کی بیوقوفیوں کو بعض دفعہ سادگی کہنا پڑتا ہے اس لئے مجھے بھی چونکہ آپ سے پیار ہے اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ بہت سادگی کی باتیں کررہے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ غم نہ کرو اور اپنی صحت برباد کرلوں۔ جتنے تناؤ ہیں ان کے لئے کوئی راہ نہ نکلے اس لئے اللہ کی راہ میں غم کی اجازت ایک نعمت ہے، رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی، دعاؤں میں ڈھلتا ہے غم تب رحمت بن جاتا ہے، اعصابی تناؤ کو دور کرتا ہے تب رحمت بن جاتا ہے۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کریں، آپ بھی کریں اور مجھے بھی کرنے دیں اور یہ شرط ضرور ہے کہ اس غم کو سوائے خدا کی راہوں میں ڈھالنے کے اور کسی راہ میں نہ ڈھالیں، ذاتی انتقام میں تبدیل نہ کریں، بے صبریوں میں تبدیل نہ ہونے دیں، مایوسیوں میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ یقینِ کامل ساتھ رکھیں پھر دیکھیں کہ یہ غم کتنی بڑی رحمت بن جاتا ہے آپ کے لئے اور ساری جماعت کے لئے۔

تو ہوش کے ساتھ معاملات کو سمجھ کر پھر انسان کو مومن کو اپنا ردعمل معین کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔